حضرتِ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے علمی فضائل وکمالات

الْخُطْبَةُ الْأُولَى:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، جَعَلَ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةَ الْأَنْبِيَاءِ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَالَاهُ. **أَمَّا بَعْدُ:** فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ، قَالَ جَلَّ فِي عُلَاهُ:﴿وَ اتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[1].

برادرانِ اِیمان، میرے عزیز ساتھیو! ربیع الاول کا بابرکت مہینہ ہم پر سایہ فگن ہوچکا ہے، اور اسکی معطر ہوائیں، ہماری پُررونق فضامیں خوشبوبکھیر رہی ہیں، ہر سُونبی کریم، رسولِ اَمین، محمدِ مصطفٰی اَحمدِ مجتبٰی ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ ہورہاہے، ہر دل آپ علیہ السلام کی محبت سے سرشار ہے، اور ہر زبان پر آپ کی پیاری سیرت کا بیان جاری ہے، جس سے دلوں کوسکون وقرار حاصل ہوتاہے، آپ علیہ السلام کی سیرتِ مبارکہ پرعمل کرنے کا جذبہ بیدار ہوتاہے، اور اللہ رب العزت کے اس فرمان کی تعمیل ہوتی ہے:﴿لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾[2]. تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد کرو، اور اس کی تعظیم کرو، اور صبح وشام اللہ کی تسبیح کرو، **تومیرے بھائیو!** آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے سچی محبت کاتقاضایہ ہے کہ ہم ان جلیل القدر علماء کرام کی قدر کریں اور انکے علمی کمالات کو جانیں جنھوں نے اپنی ساری زندگیاں نبی کریم ﷺ کی اَحادیث مبارکہ کی خدمت کے لیے وقف کردیں، چنانچہ اُنھیں مشہور مُحدِّثین کرام میں حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ کا نام سرِفہرست ہے، جو مدینہ منورہ کے عظیم عالم تھے، جن کے علم سے زمین کاگوشہ گوشہ منور ہوا، جن کافقہی مسلک اتنامقبول ہواکہ مشرق ومغرب تک پھیل گیا، یہاں تک کہ ان کے

بارے میں یہ کہا گیا کہ: جب کبھی بھی، کہیں بھی علماء کرام کا تذکرہ کیا جائے گا تو امام مالک ان میں روشن ستارے کی مانند چمکتے نظر آئیں گے[3]..

میرے بھائیو! اسلام کے اس عظیم محدث وفقیہ نے مدینہ منورہ میں آنکھ کھولی، اور ایک ایسے گھرانے میں پرورش پائی جو علم وعمل کا گہوارہ تھا، علمِ حدیث کی پیاس رکھنے والوں کی سیرابی کا مرکز تھا، چنانچہ اُن کے جدِّ اَمجد تابعین علماء کرام میں سے تھے[4]، اُن کے والد اور دونوں چچا کا شمار محدثین کرام میں ہوتا ہے[5] جبکہ اُنکی والدہ ماجدہ ایک نیک اور ذہین خاتون تھیں جو علم کی قدر ومنزلت جانتی تھیں، اور اہلِ علم کا مقام و مرتبہ پہنچانتی تھیں، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے جب اپنی کمسِنی میں اپنی والدہ سے حصولِ علم کی اجازت چاہی، تو والدہ محترمہ نے فرمایا کہ آؤ پہلے علم کے شایانِ شان لباس پہنو، پھر ان کو سب سے عمدہ لباس پہنایا اور کہا کہ اب جاؤ، علم حاصل کرو اور اسے لکھو. پھر امام مالک رحمہ اللہ کو ایسی علمی شخصیت کے پاس بھیجا جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ تھے، علم ومعرفت کا سرچشمہ تھے، اور علم کی گہرائی اور پختگی میں حرفِ اعتماد سمجھے جاتے تھے، ان کا نام ربیعہ بن ابو عبد الرحمن تھا، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ نے امام مالک کو ان کے استاد حضرت ربیعہ رحمہ اللہ کے متعلق نصیحت فرمائی اور کہا کہ: اُن کے علم سے فیضیاب ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے ان کا ادب و احترام سیکھو[6]، تو حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی والدہ کی نصیحت پر عمل کیا، اپنے استاد کا حد درجہ ادب و احترام کیا، چنانچہ اس نورانی ماحول میں ان کے اخلاق کو پاکیزگی اور فہم وفراست کو بلندی حاصل ہوئی، اور وہ کم عمری سے ہی اَحادیث نبویہ (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کا علم حاصل کرنے میں مصروف ہوگئے، اور اپنی تمام تر

توانائیاں حصولِ علم کی راہ میں خرچ کر دِیں، امام مالک رحمہ اللہ اپنے علمی سفر کی داستان سناتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ میں اپنے استاد حضرت نافع رحمہ اللہ کی خدمت میں دوپہر کے وقت حاضر ہوتا تھا، جب سورج اپنے عروج پر ہوتا اور کوئی درخت تک نظر نہیں آتا تھا کہ میں اُس کی چھاؤں میں کھڑا ہو سکوں، بہر حال میں حضرت نافع کے گھر سے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتا رہتا، پھر جب وہ تشریف لاتے تو جلدی بازی کی بجائے میں ان کے آرام سے بیٹھنے کا انتظار کرتا پھر انہیں سلام کرتا اور ان سے مختلف علمی سؤالات کرتا اور ان سے دریافت کرتا کہ فلاں فلاں مسئلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کیا فرماتے ہیں ؟، تو وہ مجھے اس کا تسلی بخش جواب عنایت فرماتے (7)

تو میرے بھائیو، حصولِ علم کے لیے اخلاص حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے دل و جان میں جاگُزیں ہو چکا تھا، لہذا اللہ رب العزت نے ان کے اخلاص اور جد و جہد کو شرفِ قبولیت سے نوازا، اور انہیں یہ اعزاز بخشا کہ صرف اکیس سال کی عمر میں وہ مَسنَدِ اِفتاء پر تشریف فرما ہوئے، جبکہ اِس سے پہلے اس زمانے کے ستر سے زائد علماء کرام اُن کے علم و فقاہت کی گواہی دے چکے تھے (8). پھر چہار دانگِ عالَم سے طلباء کرام اپنی علمی پیاس بُجھانے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے لگے (9)

اللہ کے نیک بندو! امام مالک رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی بے حد تعظیم فرمایا کرتے، اور اُن کو روایت کرنے میں حد درجہ احتیاط فرماتے، اگر انہیں کسی حدیث کی صِحّت میں کوئی شک ہوتا تو وہ اسے آگے نقل کرنے سے مکمل گُریز فرماتے (10) اور اس کا مقصد نبی کریم ﷺ کی طرف احادیث کی نسبت کرنے میں کمال درجے کا احتیاط تھا، اسی طرح ان کے اخلاص واہتمام کا یہ عالَم تھا کہ جب طلبۂ عزیز

حدیثِ پاک کے درس کے لیے ان کے پاس حاضر ہوتے تو حضرت امام مالک اس موقع پر غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، اپنا سب سے عمدہ اور قیمتی لباس زیبِ تَن فرماتے، پھر جب درسِ حدیث کے لیے درسگاہ آتے تو اُن پر خشوع و خضوع کے آثار نُمایاں نظر آتے[11]، اور یہ فرماتے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اَحادیث کا مکمل احترام اور پوری تعظیم کروں[12]، اور یہ بھی فرماتے کہ مجھے یہ بات ہرگز پسند نہیں کہ اللہ کسی بندے کو اپنی نعمتوں سے نوازے، پھر اس پر ان نعمتوں کا کوئی اثر نظر نہ آئے، بالخصوص اہل علم پر[13]، یعنی علماء میں علمی شان ضرور نظر آنی چاہیے اور ایسا انہوں نے علم کی تعظیم و تکریم کے لیے فرمایا. علاوہ اَزیں طلبۂ علم کو آپ یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے، کہ طالب علم کو باوقار، حلیم الطبع اور خشیتِ الٰہی سے معمور ہونا چاہیے[14]، یہی وجہ تھی کہ امام مالک رحمہ اللہ کی مجالس علم و حکمت سے مزیّن ہوتیں، سکون و وقار سے آراستہ ہوتیں، اور لا یعنی بحث و مناظرے سے پاک ہوتیں، امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حصولِ علم میں بحث و جدال انسان کے دل سے علم کا نور ختم کر دیتا ہے، اور سینوں میں نفرتیں اور کدورتیں بھر دیتا ہے[15]. اسی طرح آپ اپنے تلامذہ کو بتلاتے کہ جہاں نبی کریم ﷺ کی اَحادیثِ مُبارکہ بیان کی جا رہی ہو وہاں اونچی آواز سے بات کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے رسولِ پاک ﷺ کی آواز مبارک پر اپنی آواز بلند کی ہو[16]. پھر طلبۂ عزیز کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد دِلاتے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾[17]، اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾[18].

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ، فَاسْتَغْفِرُوهُ.

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. أَمَّا بَعْدُ:

میرے مؤمن بھائیو! امام مالک رحمہ اللہ اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ علم اور فتویٰ ایک عظیم امانت ہے، اور وہ اس علمی امانت کو بخوبی نبھاتے اور ہمیشہ اللہ رب العزت کے اس ارشاد کو پیشِ نظر رکھتے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[19]، اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے بے وفائی نہ کرنا، اور نہ جانتے بوجھتے اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہونا"۔ چنانچہ ایک شخص دور دراز کا سفر کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مسئلہ دریافت کیا، تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: "لَا أُحْسِنُهَا"، میں یہ مسئلہ اچھی طرح نہیں جانتا، (اس لیے بتا نہیں سکتا)، تو وہ سائل کہنے لگا کہ میں بہت دور سے سفر کرکے یہ مسئلہ پوچھنے آپ کے پاس آیا ہوں، تو امام مالک رحمہ اللہ نے پھر فرمایا، کہ اپنی قوم کو یہی بتانا کہ میں اس مسئلے کی بھرپور آگہی نہیں رکھتا[20]. تو میرے بھائیو! ذرا غور فرمائیں کہ اپنے وقت کے امام، فقیہِ زمان ایک فتویٰ دینے میں کس قدر امانت داری کا مظاہرہ کررہے ہیں، اپنی ذمہ داری کس قدر شعور و احساس کے ساتھ نبھا رہے ہیں، بلکہ آپ کی عادت مبارکہ تو یہ تھی کہ جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھنا چاہتا تو آپ سائل کا سوال سننے سے پہلے: ﴿مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾[21]، پڑھتے، یعنی اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں، اور یہی طرزِ عمل وہ اپنے طلبہ کو سکھاتے کہ وہ مسئلہ بیان کرنے سے پہلے اللہ رب العزت سے توفیق و نصرت طلب کریں.

میرے دوستو! امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی تعلیم و تعلُّم اور اِطاعتِ اِلٰہی میں گزاری، اپنے شب وروز کواِنہی نیک اعمال کے لیے وقف کر دیا[22]. جبکہ دوسری جانب لوگوں میں آپ سب سے زیادہ سے زیادہ با اخلاق تھے ہر ایک کے ساتھ عمدہ اَخلاق سے پیش آنے والے تھے، اپنے اہل و عیال کے ساتھ نہایت رحیمانہ و شفیقانہ برتاؤ کرنے والے تھے، اور فرماتے کہ ایسا کرنے سے رب تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، مال میں فراوانی ہوتی ہے، اور عمر میں برکت نصیب ہوتی ہے[23]، اور جب اُن پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو کلمۂ شہادت پڑھا اور رب تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا: ﴿لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾[24]، سارا اختیار اللہ ہی کا ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی، اور یہ کہہ کر اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی، آپ کی وفات (179ھ) ایک سو اُناسی ہجری کے ماہِ ربیع الاول کے اِنہی ایام میں پیش آئی،[25] آپ کی تدفین جنت البقیع میں نبی کریم ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہوئی[26] اللہ تعالیٰ امام مالک رحمہ اللہ سمیت تمام ائمۂ اربعہ رحمھم اللہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

میرے بھائیو! امام مالک رحمہ اللہ نے ساری زندگی اپنے وطن ہی میں گزاری، وہیں علم حاصل کیا، وہیں اپنے زمانے کے معتبر اہلِ علم سے استفادہ کیا، پھر وہیں اپنا علم آگے لوگوں تک پہنچایا، وہ اپنی محنت اور جدوجہد کی وجہ سے معروف ہوئے، علمی تحقیق اور احتیاط ان کا امتیاز تھا، علم میں گہرائی اور پُختگی ان کی پہچان تھی، وہ اعتدال اور رواداری کے پیکر تھے، ان کا فقہی دائرۂ کار انتہائی وسیع تھا، اخلاص اور ہیبت ان کی شان تھی، ساتھ ہی وہ تواضع اور خشیت سے بھی مالا مال تھے، علاوہ اَزیں وہ طلبہ کرام کو ایک وصیت فرمایا کرتے تھے، میرے عزیزو آپ بھی اسے غور سے سنیے اور اس پر عمل کیجیے، وہ فرمایا کرتے کہ:

ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جن کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے، اور جن کے عمل کو دیکھ کر تم فکرِ آخرت کی طرف متوجہ ہو جاؤ[27]

تو میرے بھائیو! حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کی سیرت کا مطالعہ کریں، ان کے فقہی علوم کو سیکھیں، حصولِ علم کے سلسلے میں ان کے طریقے کو اپنے لیے نمونہ بنائیں، اپنے وطن کے علمی اِداروں سے خوب محنت اور دلجمعی کے ساتھ علم حاصل کریں، جو مزید علم حاصل کرنا چاہے، وہ وطن عزیز کے سرکاری اور رسمی تعلیمی وسائل سے استفادہ کرے، کیونکہ علم ایک امانت ہے، اور اسے صحیح ماخذ سے حاصل کرنے ہی میں اَمان ہے. باری تعالی ہم سب کو علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے .. هَذَا وَصَلِّ اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ. اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ جَوَامِعَ الْخَيْرِ، وَمَعَاقِدَ الْبِرِّ، وَخَزَائِنَ فَضْلِكَ، وَسَعَةَ عَفْوِكَ. اللَّهُمَّ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ عِزَّهَا وَنَصْرَهَا، وَاسْتِقْرَارَهَا وَازْدِهَارَهَا، وَخَيْرَهَا وَرَخَاءَهَا. اللَّهُمَّ احْفَظِ الشَّيخ مُحَمَّد بْن زَايد رَئِيسَ الدَّوْلَةِ بِحِفْظِكَ، وَكُنْ لَهُ عَوْنًا وَسَنَدًا، وَبَارِكْ فِي عُمْرِهِ وَعَمَلِهِ. اللَّهُمَّ وَفِّقْهُ وَنُوَّابَهُ وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ، وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ: لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيخ زَايد، وَالشَّيخ رَاشِد، وَشُيُوخَ الْإِمَارَاتِ الَّذِينَ انْتَقَلُوا إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ. اللَّهُمَّ اشْمَلْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ بِرَحْمَتِكَ وَغُفْرَانِكَ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ: الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتَ.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ الْجَلِيلَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ.

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.

---

(1) البقرة: 282.

(2) الفتح: 9.

(3) التمهيد لابن عبد البر: (1/ 691).
(4) اسم جده مالك بن أبي عامر، كان من كبار التابعين وعلمائهم، وروى عن عثمان رضي الله عنه. الموطأ: 23.
(5) روى الزهري عن: أنس والد الإمام مالك، وعن عمَّيْه؛ أُويس وأبي سُهيل. سير أعلام النبلاء: (8/ 49).
(6) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: (1/ 130).
(7) ترتيب المدارك وتقريب المسالك (1/ 132)
(8) ترتيب المدارك وتقريب المسالك (1/ 126).
(9) سير أعلام النبلاء: (8/ 55).
(10)تاريخ الإسلام للذهبي: (177/ 11).
(11) الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب: (1/ 109).
(12) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: (2/ 15).
(13) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: (1/ 123)
(14) سير أعلام النبلاء: (8/ 108).
(15) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: (2/ 39).
(16) الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: (1/ 406)
(17) الحجرات: 2.
(18) النساء: 59.
(19) الأنفال: 27.
(20) جامع بيان العلم وفضله: (2/ 838).
(21) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء للقرطبي: (ص35) والآية من سورة الكهف: 39.
(22) سير أعلام النبلاء: (7/ 186).
(23) الديباج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب: (1/ 96).
(24) ترتيب المدارك وتقريب المسالك: (2/ 147). والآية الكريمة من سورة الروم: 4.
(25) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: (1/ 705).
(26) الطبقات الكبرى: (5/ 469). ووفيات الأعيان: (4/ 138).
(27) ترتيب المدارك وتقريب المسالك (1/ 187).